ایک چونکا دینے والی — رُلا دینے والی رپورٹ

حامد ریاض ڈوگر

تخریب کاری اور دہشت گردی کے خفیہ تربیتی مراکز

"فرقہ بندی" کے نام پر ملک میں آگ لگانے کا منصوبہ

ان مراکز میں نوجوانوں کو "نظریاتی" لحاظ سے پختہ کیا جاتا ہے' انھیں مسلح کارروائیوں کی ضرورت سے آگاہ کیا جاتا ہے— انھیں جدید اسلحہ چلانے اور کمانڈو کارروائیوں کی تربیت دی جاتی ہے۔ ان کے سرپرستوں میں مقامی زمیندار' تاجر اور بیوروکریسی میں اہم مناصب پر فائز افسران شامل ہیں—

"تمہاری تربیت اگرچہ مکمل ہو چکی مگر یہ اس وقت تک نامکمل رہے گی جب تک تم کوئی شکار فراہم نہ کرو۔" یہ وہ الفاظ ہیں جو مبینہ طور پر مرید عباس نے اپنے نو تربیت یافتہ ساتھی فدا حسین سے کہے۔ فدا حسین نے اس پر پہلے تو پریشانی اور ہچکچاہٹ کا اظہار کیا مگر جب اس کی تنظیم اور ساتھیوں کا دباؤ بڑھا تو اس نے اپنے ہی ایک قریبی عزیز کو بطور "شکار" نامزد کر کے تنظیم سے اپنی وفاداری کا ثبوت فراہم کر دیا۔

فدا حسین احمد پور شرقیہ سے تقریباً بارہ کلومیٹر شمال کی جانب موضع حامد پور کلاں کا رہائشی ککر برادری کا نوجوان ہے۔ اس بستی کے تمام لوگ اہلسنت (دیوبندی) مسلک سے تعلق رکھتے ہیں فدا حسین کا تعلق بھی اسی مسلک سے تھا مگر کچھ عرصہ پیشتر وہ روزگار کے چکر میں چنگی محرر کے طور پر اوچ شریف پہنچا تو وہاں اس کا بعض ایسے نوجوانوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہو گیا جو ایک اور مذہبی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ قربت آہستہ آہستہ بڑھی اور اس نے باقاعدہ دوسرا مسلک اختیار کر لیا جس کا برادری میں شدید ردعمل ہوا اور خاندان نے فدا حسین کا سماجی مقاطعہ کر دیا۔ اس مقاطعے کے نتیجے میں فدا حسین کی نئے مسلک سے وابستگی مزید پختہ ہو گئی اور محلہ خواجگان اوچ شریف کے رہائشی دو نوجوانوں مجاہد حسین اور مشتاق حسین کے ذریعے وہ ایک تربیتی مرکز پہنچ گیا جہاں اس کے علاوہ اور بھی بہت سے نوجوان زیر تربیت تھے اور ایک نوجوان مرید عباس ان سب کا مربی تھا۔

مرید عباس' خان گڑھ کے ایک زمیندار گھمن شاہ کا صاحبزادہ اور قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور کا طالب علم ہے۔ اپنے ڈیل ڈول' حرکات و سکنات اور ہیئت کذائی کے

حوالے سے کالج میں "پیر بگاڑا" کے نام سے مشہور ہے' اپنے مسلک کی "حفاظت" اور ترویج و اشاعت کے لئے مسلح جدوجہد پر یقین رکھتا ہے' مبینہ طور پر مرید عباس ہر قسم کے جدید اسلحہ کے استعمال اور کمانڈو کارروائیوں میں خصوصی مہارت کا مالک ہے' پانی میں تیرنے اور گھٹنوں اور کہنیوں کے بل تیزی سے دوڑنے کا بھی ماہر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سب تربیت اس نے ایک ہمسایہ ملک سے حاصل کی ہے اب بھی اکثر و بیشتر اس کا وہاں آنا جانا رہتا ہے اور بعض لوگوں کے بقول ہر مہینے کم از کم ایک جمعہ وہ ضرور اس ملک میں ادا کرتا ہے۔ وہ عراق کے خلاف چند سال قبل ختم ہونے والی جنگ میں شریک رہا۔ جنگ سے فارغ ہوا تو اپنے مسلک کے فروغ کے لئے واپس پاکستان چلا آیا اور "وفاق" کے نام سے خفیہ مسلح تنظیم قائم کی جس کا مقصد اپنے ہم مسلک نوجوانوں کو مسلح جدوجہد کے لئے تیار کرنا ہے وفاق کی شاخیں ملک بھر میں قائم ہیں۔

بہاولپور میں چولستان کے علاقے کو اپنی سرگرمیوں کے لئے موزوں ترین پاتے ہوئے وہاں ایک تربیتی مرکز قائم کیا گیا جس کی براہ راست نگرانی خود مرید عباس کرتا تھا۔ اسی قسم کا ایک اور مرکز سکھیل سے ذرا آگے غیر آباد مقام پر بھی قائم کیا گیا جس کی نگرانی احمد شاہ کلاچی کے ذمے بتائی جاتی ہے۔ ان مراکز میں نوجوانوں کو نظریاتی لحاظ سے پختہ کیا جاتا' انہیں مسلح کارروائیوں کی ضرورت و اہمیت سے آگاہ کیا جاتا اور انہیں جدید اسلحہ چلانے اور کمانڈو کارروائیوں کی عملی تربیت فراہم کی جاتی۔ بااثر مقامی افراد کی ایک طویل فہرست ہے جن کی سرپرستی مرید عباس اور اس کی مسلح سرگرمیوں کو حاصل بتائی جاتی ہے۔ اس فہرست میں مقامی زمیندار' تاجر اور بیوروکریسی میں اہم عہدوں پر متعین سمیت ہر قسم کے لوگ شامل ہیں۔ یہ لوگ مرید عباس کے گروپ کی سرمایہ اور اثر و رسوخ کے ساتھ ہر قسم کی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ بہاولپور کا ایک دکاندار اس معاملہ میں مشہور ہے کہ وہ مرید عباس کی "کوڈ زبان" میں لکھی ہوئی چٹ ملنے پر ہر قسم کا اسلحہ مہیا کرتا ہے مثلاً "مشین" کی طلبی پر وہ "مشین گن" فراہم کر دیتا ہے اسی طرح باقی ہتھیاروں اور گولہ بارود کی فراہمی کے لئے بھی "کوڈ" نام موجود ہیں۔ اس دکاندار کو گذشتہ دنوں اوپر تلے ہونے واقعات کے بعد پولیس نے حراست میں بھی لیا مگر بعد ازاں مبینہ طور پر بہت اعلیٰ سطح سے ہدایت اور ایک سفارت کار کی مداخلت پر رہا کر دیا گیا۔

چولستان کے تربیتی مرکز کا سراغ تقریباً دو ماہ پیشتر اس وقت ملا جب ۲۰ جولائی ۹۱ء کو دوران گشت پولیس نے بعض افراد کو بڑی تعداد میں گولیوں کے خالی خولوں سمیت گرفتار

کیا۔ ضرورت تھی کہ معاملہ کو اسی وقت سنجیدگی سے لیا جاتا اور مقامی پولیس اہلکاروں نے اس کی کوشش بھی کی مگر ابتدائی تفتیش میں مسئلہ کی سنگینی کا علم ہو جانے کے باوجود علاقہ کے بعض انتہائی بااثر افراد ان رنگے ہاتھوں گرفتار کیے جانے والے افراد کو چھڑا لے جانے میں کامیاب ہو گئے اور پولیس کارروائی ابتدائی رپورٹ سے آگے نہ بڑھ سکی۔

اسی تربیتی مرکز کی صدائے بازگشت ستمبر میں پھر سنی گئی اور محلہ عباسیہ احمد پور شرقیہ کے ایک شخص عبدالمجید نے تھانہ احمد پور شرقیہ میں رپورٹ درج کرائی کہ وہ احمد پور شرقیہ کے دو افراد کے ہمراہ کسی کام سے ٹمیسے پکھیوار جا رہا تھا کہ راستے میں اس نے ریت کے ٹیلوں میں فائرنگ کی آواز سنی وہ اس جگہ پر پہنچا جہاں سے فائرنگ کی آواز آ رہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ چودہ پندرہ افراد اسلحہ چلانے کی تربیت لے رہے ہیں اور کلاشنکوف' سٹین گن اور پستول وغیرہ سے فائرنگ کرنے میں مصروف ہیں۔ وہ بعض علماء کا نام لے کر نعرے بازی اور دشنام طرازی بھی کر رہے تھے۔ عبدالمجید نے اپنی رپورٹ میں سات نوجوانوں کے نام بھی لکھوائے جنہیں اس نے شناخت کر لیا جبکہ باقی ماندہ کے بارے میں اس کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ انہیں سامنے آنے پر شناخت کر سکتا ہے۔ جو نام رپورٹ میں درج کرائے گئے ان میں مرید عباس کے علاوہ کمرشل کالج احمد پور شرقیہ کے پرنسپل اکبر علی زیدی کا بیٹا حسنین حیدر اور بھانجا عابد حسین عسکری' اوچ شریف کے خواجہ سلیم' مجاہد حسین اور مشتاق حسین اور سکھیل کا صفدر حسین شامل ہیں پولیس نے اس رپورٹ پر اوچ شریف' احمد پور شرقیہ' بہاولپور اور خان گڑھ وغیرہ کے پندرہ نوجوانوں کے خلاف (16) ایم پی او اور اسلحہ آرڈیننس کے تحت مقدمہ درج کر کے افسران بالا کو اطلاع کر دی اور اخباری اطلاعات کے مطابق ایس ایس پی بہاولپور نے ایس پی سی آئی اے سٹاف کی نگرانی میں معاملہ کی تحقیق و تفتیش کے لئے خصوصی سیل قائم کر دیا۔

بتایا جاتا ہے کہ حامد پور کلاں کا فدا حسین گکھر بھی اپنے دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ اسی چولستانی کیمپ میں تربیت حاصل کرتا رہا۔ تربیت مکمل ہوئی تو اپنی روایت کے مطابق یا شاید اس لئے کہ فرید حسین اپنا مسلک تبدیل کر کے آیا تھا' اس کی آزمائش ضروری تھی۔ مرید عباس اور اس کے دیگر ساتھیوں نے اس سے تقاضا کیا کہ وہ کوئی شکار فراہم کرے۔ کافی ہچکچاہٹ کے بعد فدا حسین نے نشاندہی کی کہ وہ کوئی دوسرا شکار تو فراہم نہیں کر سکتا البتہ اس کا اپنا عزیز مولوی عبدالعزیز جو اس کا چچا زاد اور ہم زلف بھی ہے بطور شکار حاضر ہے۔ مولوی عبدالعزیز محکمہ انہار میں ملازم تھے اور کینال کالونی کو ٹلہ موسیٰ خاں میں اپنے بیوی بچوں کے ہمراہ رہائش پذیر تھے وہ کالونی کی مسجد میں نماز کی

امامت کرواتے اور مسجد کے دینی مدرسے میں گردونواح کے بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرتے تھے۔

فدا حسین کی نشاندہی پر جب مولوی عبدالعزیز بطور "شکار" طے پا گئے تو شکاریوں نے ان پر جھپٹنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ کارروائی سے قبل مرید' مشتاق اور مجاہد' مولوی صاحب کے گھر آئے' مولوی صاحب کے بیٹے سے چائے پی' گپ شپ کی اور جائے واردات کا خوب اچھی طرح جائزہ لیا۔ پھر وہ مبینہ طور پر "داہی جوگیان" میں اپنے ایک ہم مسلک مولوی صاحب کے گھر گئے اور ایک سال قبل اچھی میں ہونے والے فرقہ ورانہ فساد کو سامنے رکھتے ہوئے مخالف علماء اور خطیبوں کی ایک ہٹ لسٹ تیار کی۔

.... □ ....

بہرحال وقوعہ کے روز مرید عباس پہلے اوچ شریف گیا جہاں سے مشتاق اور مجاہد کو ہمراہ لے کر وہ کرائے کی ایک گاڑی میں حامد پور کلاں پہنچا یہاں سے فدا حسین کو گاڑی میں بٹھایا اور اگلی منزل پر روانہ ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد فدا حسین واپس گاؤں پہنچا تو لوگوں نے پوچھا کہ یہ کون تھے اور تمہیں کہاں لے گئے تھے تو اس نے بتایا کہ یہ میرے دوست تھے' شاہ گردیز ملتان میں دھماکہ ہوا ہے جس میں مقامی جاگیردار نوبہار شاہ کے کوئی عزیز ہلاک ہو گیا ہے' اس کی لاش آ رہی ہے۔ یہ لوگ نوبہار شاہ کو بتانے اور اس سے تعزیت کے لئے آئے تھے میں انہیں نوبہار شاہ کے ڈیرے پر چھوڑ کر آیا ہوں۔ فدا حسین نے ان لوگوں کو نوبہار شاہ کے ڈیرے پر چھوڑا یا کہیں اور ---- مگر شواہد یہ ہیں کہ ان تینوں نے رات کو ٹبہ موسیٰ خاں کے کینال ریسٹ ہاؤس میں گزاری جہاں ان کے قدموں اور سامان کے واضح نشانات ملے ہیں ---- وقوعہ سے تھوڑی دیر قبل مولوی عبدالعزیز نماز فجر کی ادائیگی کے لئے بیدار ہوئے' اپنی اہلیہ کو جگایا اور وضو کرنے لگے۔ اسی دوران دروازے پر دستک ہوئی' مولوی صاحب نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور ابھی باہر قدم رکھا ہی تھا کہ سامنے کھڑے کلاشنکوف بردار شخص نے ان پر فائر کر دیا اس کے ساتھ ہی دوسرے شخص نے کلہاڑی ان کے سر پر دے ماری جس سے مولوی عبدالعزیز صاحب زمین پر آ رہے' ان کی اہلیہ بچل مائی دوڑ کر آئی تیسرے شخص نے اسے نشانہ بنایا اور پستول سے اسے بھی ڈھیر کر دیا۔ پورے محلے میں شور مچ گیا۔ مولانا محمد ارشد اور محمد جمیل اور ہمسائے ریاض' حافظ سعید احمد اور عبدالرزاق وغیرہ نے حملہ آوروں کو للکارا تو کلاشنکوف بردار شخص تو فائر کرتا ہوا پھرتی سے فرار ہو گیا مگر دوسرے دو پکڑے گئے۔ پکڑے جانے والوں

کے نام مجاہد حسین اور مشتاق احمد تھے جبکہ مفرور کا نام مرید عباس عرف منیر احمد بتایا گیا۔ مرید عباس مولوی عبدالعزیز صاحب کے قتل کے بعد بھاگ کر چوک کو ٹلہ موسیٰ خاں پہنچا جہاں وہی مولوی صاحب جن کے گھر مخالف فرقہ کے علماء اور خطیبوں کی ہٹ لسٹ تیار کی گئی تھی، گاڑی لئے تیار کھڑے تھے جس کے ذریعے مرید عباس سیدھا اوچ شریف آیا یہاں سے وہ گاڑی جس پر رات وہ حامد پور کلاں فدا حسین کے پاس گیا تھا، اس نے دوبارہ کرایہ پر لی اور بہاولپور آگیا یہاں اس نے ڈرائیور کو سیدھے گیٹ کے راستے کی بجائے پچھلی طرف سے ہاسٹل چلنے کے لئے کہا۔ ہاسٹل پہنچ کر اس نے گاڑی کو فارغ کر دیا اور خود اپنا سامان سمیٹ کر نامعلوم مقام کی جانب فرار ہو گیا۔

حافظ عبدالعزیز صاحب سیدھے سادے دیندار انسان تھے اور فرقہ ورانہ اختلافات میں نہیں الجھتے تھے، اس لئے کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ان کے قتل کی وجہ فرقہ واریت ہو سکتی ہے۔ چنانچہ وقوعہ کے روز ۱۱ ستمبر کو صبح سات بجے مقتول کے بیٹے ارشد نے جب رپورٹ تھانہ صدر احمد پور شرقیہ میں درج کرائی تھی اس کے خیال میں یہ ڈکیتی کی واردات تھی جس کے دوران اس کے والد اور والدہ کام آگئے تھے۔ مگر اسی دوران ایک عجیب واقعہ رونما ہوا ــــــ فوری طور پر حافظ عبدالعزیز صاحب کے قتل کی اطلاع حامد پور پہنچی تو فدا حسین اور دوسرے اعزہ و اقربا کینال ریسٹ ہاؤس پہنچ گئے یہاں جب فدا نے مشتاق اور مجاہد کو گرفتار پایا اور قریب ہی اپنے چچا زاد اور ہم زلف کی میت دیکھی تو اس کے خون نے جوش مارا اور وہ چیخ چیخ کر پکارنے لگا کہ ہائے ظالموں نے میرے بھائی کو قتل کر ڈالا۔ اسی بدحواسی کے عالم اور جذباتی کیفیت میں اس نے انکشاف کیا کہ رات جو مہمان اس کے پاس آئے تھے وہ یہی مشتاق، مجاہد اور مرید تھے۔ یوں واقعہ ایک نیا رخ اختیار کرنے لگا۔ پولیس تفتیش کے لئے آئی تو لوگوں نے ڈی ایس پی کو بتایا کہ فدا حسین یہ باتیں کرتا ہے ــــــ چنانچہ فدا حسین کو زیر تفتیش لایا گیا تو اس نے بہت سے انکشافات کر ڈالے اور چولستان کے تربیتی کیمپ سے لے کر مخالف علماء کی ہٹ لسٹ تک بہت سی چیزیں طشت از بام ہو گئیں۔

.... □ ....

فدا حسین کے انکشافات کی تائید میں کئی دوسری کڑیاں بھی ملتی چلی گئیں اولاً تو جو دو گرفتار شدہ ملزمان مشتاق اور مجاہد سے ملے ان میں سے جو اسلحہ اور کاغذات ملے وہ ہی معاملہ کی حقیقت کو آشکار کرنے کے لئے کافی تھے مگر پولیس نے تفتیش کو آگے بڑھاتے ہوئے جب اس کار ڈرائیور کو پکڑا جسے مرید عباس نے واردات سے قبل اور دوران واردات

کے بعد استعمال کیا تھا تو اس نے بھی مبینہ طور پر ایک انتہائی اہم ثبوت پولیس کے حوالے کر دیا۔ یہ ثبوت مرید عباس کا ایک بڑا بیگ تھا۔ کار ڈرائیور کے بقول مرید عباس جب اوچ شریف سے اس کے ساتھ روانہ ہوا تو کار کی پچھلی نشست پر لیٹ کر سو گیا اسی نیند کے عالم میں اس کا بیگ سیٹ کے نیچے گر گیا اور قائد اعظم میڈیکل کالج پہنچ کر جلدی میں اسے بیگ کا ہوش ہی نہ رہا کار ڈرائیور کو بیگ ملا تو اس نے امانت سمجھ کر اسے محفوظ کر لیا تاکہ جب مرید عباس دوبارہ بیگ مانگے تو وہ اس کے حوالے کر سکے مگر جب پولیس نے ڈرائیور کو شامل تفتیش کیا تو اسے یہ بیگ پولیس کے سپرد کرنا پڑا بتایا جاتا ہے کہ اس بیگ میں سے مرید کے کپڑوں اور جوتوں کے علاوہ اس کے دو مختلف ناموں سے شناختی کارڈ' ایک ہمسایہ ملک کا سکونتی کارڈ' ملتان کی ایک ممتاز مذہبی شخصیت کی طرف سے مرید کے نام خطوط' بہاولپور کے ایک دوکاندار سے اسلحہ کے لین دین کی رسیدیں اور دیواروں پر چاکنگ کے لئے مختلف نعروں پر مشتمل خطوط دستیاب ہوئے۔

.... □ ....

یوں ایک کے بعد دوسری کڑی ملنے سے ایک بڑی واضح داستان سامنے آگئی جو آج بہاولپور اور گردونواح کے علاقوں میں زبان زدعام ہے اور ہر شخص اس پر اپنے انداز میں سوچتا اور تبصرہ کرتا ہے مگر پولیس اور انتظامیہ کے حکام اس بارے میں کوئی بتانے کے لئے قطعاً" تیار نہیں جس کے نتیجے میں ظاہر ہے کہ مختلف افواہیں تیزی سے پھیل رہی ہیں۔ حکام نہ جانے یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ حقائق کو عوام سے چھپانے کے نتائج مثبت نہیں منفی صورت میں سامنے آتے ہیں اگر حقائق مستند ذرائع سے عوام کو فراہم کر دیئے جائیں تو افواہیں دم توڑ دیتی ہیں مگر حقائق کو چھپایا جاتا ہے تو جتنے منہ اتنی باتیں کے مصداق بہت سی بے بنیاد باتوں کو عوام میں پھیلنے سے روکا نہیں جا سکتا۔

حقائق جاننے کے لئے ایس پی' سی آئی اے سے جن کو اخباری اطلاعات کے مطابق ایس ایس پی بہاولپور محمد وسیم نے چولستان دہشت گردی کیمپ کے معاملہ کی چھان بین کرنے والے خصوصی سیل کی نگرانی سونپی ہے' ٹیلی فون پر رابطہ کیا گیا تو انہوں نے اس بات ہی سے انکار کر دیا کہ وہ ایسی کوئی تفتیش کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا" مجھے ایسے کسی معاملہ کا علم نہیں اور اگر ایس ایس پی صاحب نے میرے لئے ایسے کوئی احکام جاری کئے ہیں تو وہ ابھی مجھ تک نہیں پہنچے۔" وہ بھول رہے تھے کہ اس معاملہ کی تفتیش کے سلسلے میں انہوں نے جن لوگوں سے رابطہ کیا ہے جن سے پوچھ گچھ کی ہے' جن کے بیانات لئے ہیں'

انہیں انہوں نے ایسی کوئی ہدایت جاری نہیں کی کہ اس پوچھ گچھ کے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتایا جائے اور اگر انہوں نے ایسی ہدایت کی بھی ہے تو وہ اس سختی سے اس ہدایت پر کاربند نہیں رہ سکیں گے جس سختی سے وہ پورے معاملہ کے وجود ہی سے انکار کر رہے ہیں۔

ایس ایس پی بہاولپور محمد وسیم نے بھی ملاقات میں تقریباً ایس پی' سی آئی اے والا رویہ اختیار کیا اور حافظ عبدالعزیز کے قتل کی واردات کے علاوہ دیگر تمام معاملات کے عدم وجود پر اصرار کیا اور چولستان کیمپ کے بارے میں عبدالمجید نامی شخص کی رپورٹ بلکہ اس نام کے کسی فرد کی طرف سے احمد پور شرقیہ کے تھانہ میں کسی بھی قسم کی رپورٹ کے اندراج کی صاف صاف تردید کی اور انہیں محض اخبار نویسوں کے قصے کہانیاں قرار دیا۔ شاید پولیس جیسے اہم اور نازک محکمہ کے ایک ذمے دار عہدہ پر تعینات ہونے کے باوجود یہ بات ان کے علم میں نہیں تھی کہ تھانہ صدر احمد پور شرقیہ کی طرف سے عبدالمجید ولد حاجی خاں سکنہ محلہ عباسیہ احمد پور شرقیہ کی طرف سے ۲۰ جولائی ۹۱ء کے وقوعہ کی ۲۶ ستمبر ۹۱ء کو درج کرائی گئی رپورٹ جس کا نمبر تھانہ ریکارڈ میں ۳۴ ہے' کی نقول پورے علاقہ میں آسانی سے دستیاب ہیں جو ایس ایس پی ہونے کے باوجود ان کے تردیدی بیان سے زیادہ مستند تائیدی ثبوت ہے۔

.... □ ....

حکام کسی معاملہ کی تردید یا تائید کرتے وقت یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے اور ان کے علاوہ دیگر بہت سے ذرائع کسی معاملہ کی تصدیق کے لئے ان کے اردگرد ہی موجود ہوتے ہیں' چنانچہ ضلع بہاولپور کے ایک اور محکمہ کے ڈویژنل سربراہ سے جب ہم نے اس معاملہ کے بارے میں کچھ جاننا چاہا تو انہوں نے ملزمان کے فقہی مسلک سے تعلق رکھنے کے باوجود تربیتی مرکز کے وجود کا نہ صرف اعتراف کیا بلکہ بہت سے ایسے لوگوں کے نام بھی بتائے جن کے بیٹے یا عزیز اس معاملہ میں ملوث تھے۔ تاہم انہوں نے اس تمام معاملہ میں اپنے فقہی بھائیوں سے اتنی ہمدردی ضرور کی کہ جرم کی نوعیت کو نرم کرنے کے لئے فرمایا کہ یہ نوجوان کچھ دوستوں کے ورغلانے پر ان کے چکر میں آ گئے تھے' جنہوں نے انہیں سمجھایا تھا کہ اسلحہ چلانے کی تربیت حاصل کرنا وقت کا تقاضا ہے اور یہ "تحفظ ذاتی" (Self Defence) کی خاطر بہت ضروری ہے۔

چولستان کے تربیتی کیمپ میں جن لوگوں کے نام لکھوائے گئے ہیں ان میں کمرشل کالج احمد پور شرقیہ کے پرنسپل اکبر علی زیدی کے بیٹے اور بھانجے کا نام بھی شامل ہے۔ اکبر علی

زیدی صاحب سے جب اس معاملہ کے بارے میں استفسار کیا گیا تو انہوں نے بھی واقعہ کا سرے سے انکار کرنے کی بجائے ذرا مختلف انداز میں اس کی تائید کی۔ انہوں نے فرمایا کہ ۲۰ جولائی کو ان کا بیٹا حسنین حیدر اور بھانجا عابد عسکری "مجلس" سننے کے لئے سکھیل گئے۔ پانچ چھ دوسرے نوجوان بھی ان کے ہمراہ تھے۔ رات کو اطلاع ملی کہ میرے بیٹے اور بھانجے کو پولیس نے تھانے میں بٹھا رکھا ہے۔ میں نے تھانے جا کر وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ میرے بھانجے سے گولیوں کے خالی خول برآمد ہوئے ہیں اس لئے اس سے پوچھ گچھ کی جا رہی ہے۔ جب اپنے بیٹے کے بارے میں پوچھا کہ اسے کیوں پکڑا گیا ہے وہ تو بہت ذہین اور پڑھنے لکھنے والا نوجوان ہے اس کا اس مسلک کی طلبہ تنظیم سے بھی کوئی تعلق نہیں' وہ ہمیشہ فرسٹ ڈویژن حاصل کرتا رہا ہے۔ تو پولیس نے بتایا کہ حسنین حیدر کو نیر عباس زیدی سمجھ کر پکڑا گیا ہے کیونکہ اس کی شکل' داڑھی اور قد کاٹھ بالکل نیر عباس سے ملتا جلتا ہے (نیر عباس زیدی بھی قائداعظم میڈیکل کالج کا طالب علم ہے اور مرید عباس کا ساتھی بتایا جاتا ہے) بہرحال پولیس نے ان دونوں نوجوانوں کو اگلے دن رہا کر دیا۔ زیدی صاحب نے مزید بتایا کہ جب عابد عسکری سے پوچھا گیا کہ اس نے گولیوں کے خول کہاں سے لئے ہیں تو اس نے بتایا کہ مجلس سننے کے بعد وہ نہر پر نہا رہے تھے کہ ایک پلاسٹک کے لفافے میں بند یہ خول انہیں وہاں پڑے ملے' جو انہوں نے اٹھا لئے۔ واپسی پر راستہ میں پولیس نے ان سے پوچھ گچھ کی تو یہ خول برآمد ہونے پر انہیں پکڑ لیا گیا۔ ۲۰ ستمبر کو جب عبدالمجید نے چولستان کے تربیتی کیمپ کی رپورٹ تھانہ میں درج کرائی تو پولیس ایک دفعہ پھر عابد عسکری کو لینے آئی۔ پرنسپل صاحب نے کہا کہ اگلے دن لے جانا چنانچہ ۲۱ ستمبر کو پولیس عابد کو ایک بار پھر تھانے لے گئی کہ اس سے مزید پوچھ گچھ کرنا ہے۔ زیدی صاحب کے بقول ۲۱ ستمبر کو عابد کو گرفتار کیا گیا' ۲۶ ستمبر کو اس کے خلاف پرچہ کاٹا گیا اور ۳۰ ستمبر تک اسے گرفتاری ڈالے بغیر حراست میں رکھا گیا۔ تاہم چھ اکتوبر کو عابد عسکری کی ضمانت ہو گئی اور پرنسپل صاحب اسے گھر لے آئے۔

............□............

مندرجہ بالا بیانات سے ظاہر ہے کہ خود ملزمان کے حامی اور سرپرست بھی اس طرح کھل کر واقعات کے وجود سے انکار نہیں کرتے جس طرح پولیس کے دو اعلیٰ افسران نے واقعات کے عدم وجود پر اصرار کیا ۔۔۔۔ مگر اس معاملہ میں ایک اور اہم بیان ایک ذمے

دار پولیس افسر ہی کا ہے جس نے نہ صرف ان تمام واقعات کی تائید کی بلکہ ڈرتے ڈرتے لیکن واضح الفاظ میں بتایا کہ چولستان میں وطن عزیز کے خلاف ایک انتہائی بھیانک سازش پروان چڑھ رہی تھی۔ اس پولیس افسر کے بقول یہ تربیتی مرکز ایک ہمسایہ ملک کے تعاون سے چلایا جا رہا تھا جہاں سے مرکز کے لئے کسی نشان اور مارک کے بغیر اسلحہ اپنے گروہ کے ارکان کو فراہم کیا گیا ہے۔ پولیس افسر کو اصرار ہے کہ خان گڑھ ڈیرہ غازی خان میں بم کا دھماکہ بھی مرید عباس کے گروہ نے کرایا تھا جس میں سپاہ صحابہ کے سرپرست خواجہ یوسف جاں بحق ہو گئے تھے اس کے علاوہ یہ گروہ فرقہ ورانہ نوعیت کے متعدد دیگر واقعات میں بھی ملوث ہے اور کوئی مانے نہ مانے پشاور میں جنرل فضل حق کے قتل کے طریق اور واردات اور ملزمان کے فرار کے انداز کا جائزہ لینے کے بعد اس پولیس افسر کو یہ بھی یقین ہے کہ جنرل فضل حق کا قتل بھی مرید عباس اور اس کے ساتھیوں نے کیا ہے جو بہاولپور کے فرار کے بعد پشاور پہنچے اور کئی دن کی باقاعدہ منصوبہ بندی کے بعد جنرل ریٹائرڈ فضل حق کو نشانہ بنایا۔

تازہ ترین اطلاعات کے مطابق مولانا عبدالعزیز اور ان کی اہلیہ بچل مائی کے قتل کے مقدمہ کا چالان پولیس نے فوری سماعت کی خصوصی عدالت کو بھجوا دیا ہے' توقع ہے کہ حسب روایت بہت جلد مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا جائے گا۔ بڑا ملزم اور گروہ کا سرغنہ مرید عباس ہنوز مفرور ہے اور پولیس اسے اشتہاری قرار دلوا کر مطمئن ہو گئی ہے۔ مگر اصل سوال یہ ہے کہ کب تک خطرناک گروہوں کے اصل سرغنہ اشتہاری قرار پا کر قرار واقعی سزا سے بچ جاتے رہیں گے۔ کیا پولیس کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں کہ دو مختلف گروہوں کے اصل کرتا دھرتا لوگوں پر ہاتھ ڈال سکے۔ حکومت کو اس مقدمہ سے ہٹتے ہوئے بھی چولستان اور دیگر علاقوں میں قائم مبینہ دہشت گردی کیمپوں کا سختی سے نوٹس لینا ہوگا ورنہ قتل و غارت گری اور باہمی نفرت و عناد معاشرے کی جڑوں کو ہلا کر رکھ دے گا۔ اور پولیس اور انتظامیہ کے لوگوں کی لیپا پوتی معاشرے کو تباہی سے بچا نہ سکے گی۔

بہ شکریہ "ہفت روزہ زندگی" ۲۶ ر اکتوبر تا یکم نومبر ۱۹۹۱ء

..... ☆ .....

آپ کے عطیات: محاسبۂ مرزائیت و رافضیت کی جدوجہد کو تیز تر کرنے کے لئے اپنی زکوٰۃ، صدقات اور عطیات اپنی جماعت مجلس احرارِ اسلام کو دیجئے

بذریعہ منی آرڈر :- سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ، دار بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان

بذریعہ بنک ڈرافٹ یا چیک :- اکاؤنٹ نمبر ۲۹۹۳۲ حبیب بنک حسین آگاہی۔ ملتان